إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

شاعت نمبر ۱

سلسلہ تراجم نمبر ۵

تفسیر

سورۃ الکوثر

از

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ

مترجمہ

مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی (ندوی)

پبلشر

الہلال بک ایجنسی

نمبر ۲۴ شیراں والا دروازہ لاہور

[illegible] قیمت ۴ر تعداد دو ہزار

۷۸۶

تفسیر

سورۃ الکوثر

از

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ

مترجمہ

مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی



سلسلۂ تراجم

اس ایجنسی کے پیش نظر اُن اعلیٰ، نادر اور بلند پایہ عربی تصانیف کے اُردو تراجم ہیں جن کا مطالعہ اصلاحِ عقایدِ اسلام اور اخذ و فہم حقیقت اسلامیہ کے لئے ضروری اور ناگزیر ہے۔ اس سلسلہ میں ہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، اُن کے شاگردِ رشید حافظ ابن قیمؒ اور اُسی صف کے بعض دوسرے بزرگوں کی تصانیف کے اُردو تراجم شائع کرنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں حسب ذیل تراجم زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو چکے ہیں:

(۱) اسوۂ حسنہ (۲) العروۃ الوثقیٰ (۳) اصحاب صفہ
(۴) کتاب الوسیلہ (۵) تفسیر سورۃ الکوثر۔

علاوہ ازیں اور بہت سی کتب کے تراجم پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں اور بہت سی کتابوں کے تراجم زیر غور ہیں جنکے نام شائع کرنے سے قبل درج کرنا مناسب نہیں۔

جو صاحب اس مبارک سلسلہ میں کوئی کتاب چھاپنا چاہے وہ ہمیں ضرور اطلاع دیدے۔ تاکہ طرفین کو نقصان نہ ہو۔

والسلام

المشتہر
مہتمم الھلال بک ایجنسی نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور

مقدّمہ

(از مترجم)

سبحان اللہ سورۂ کوثر اور اسکی یہ تفسیر کیا ہی خوب ہے! شیدایانِ علوم کتاب و سنت کیلئے خود کوثر و سلسبیل کا حکم رکھتی ہے۔ کوثر کی غواصی کیلئے ایسا ہی باکمال غوّاص ہونا تھا۔ شیخ الاسلام نے چند سطروں میں ایک دفترِ معانی سمیٹ کر رکھدیا ہے۔ کوزہ میں دریا نظر آتا ہے۔ اگر اس تفسیر کی شرح کی جائے تو خود ایک کتاب بن جائے۔

خاکسار مترجم عرض کرتا ہے۔ مفسّرین نے اس سورۃ کی شانِ نزول یہ بیان کی ہے کہ کفّارِ قریش، اولادِ نرینہ نہ جینے کی وجہ سے آپؐ کو حقارت سے ابتر کہتے اور خوش ہوتے تھے کہ "یہ تو مر جائیگا، بیٹا ہے نہیں کہ جانشین ہو اور نام چلائے۔ چند دن میں اس شخص کا نام تک مٹ جائیگا اور کہیں ذکر باقی نہ رہیگا!" اللہ تعالیٰ نے انہی کی تردید میں یہ سورۃ اُتاری اور دلجوئی کی راہ سے خود آپکو مخاطب فرمایا کہ "نہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تیرا وہ حال ہرگز نہیں ہوگا جو یہ کوتہ چشم بیان کرتے ہیں۔ تو کیونکر ابتر ہو سکتا ہے جبکہ ہم نے تجھے

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر
چھپوائی

ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ

نہیں معنویات پر قائم ہیں۔ فضیلت آنکھ سے دکھائی نہ دے لیکن وہی انسانی بزرگی، برتری اور دوام و بقا کی علت و اساس ہے۔ دنیا کی یہ جو کچھ بھی مادی شان و شوکت تمہیں مرعوب کر رہی ہے، حقیقۃً میں کچھ بھی نہیں، اور اگر ہے تو صرف اِنہی معنویات کا ایک پرتو ہے جنہیں تم اپنی اِن کوتاہ نظروں سے دیکھنے کے عادی نہیں۔ پھر مشاہدہ کیا بتاتا ہے؟ یہی کہ انسان کی عظمت خود اُسکے اپنے عمل و جوہر سے ہے۔ انسان کی یادگار خود اُسکے اپنے کارناموں پر قائم ہوتی ہے۔ جن لوگونکو تم نے عظیم الشان انسان مانا ہے کیا تمہیں اُنکے باپ دادا کے نام معلوم ہیں؟ یا تم نے کبھی معلوم کرنیکی خواہش کی ہے؟ یا کبھی اُنہیں ایسی اولاد پیدا کرنے پر مبارکباد دی ہے؟ انبیاء کو چھوڑ دو کہ اُنکی عظمت آسمانی ہدایت و توفیق کا نتیجہ سمجھی جاتی ہے۔ فلسفیوں کو لو۔ شاعرونکو دیکھو۔ فاتحوں پر نظر ڈالو۔ دنیا میں کتنے آدمی ہیں جو سقراط، افلاطون، ارسطو، سولن، ہومر، ڈینٹی، کالیداس، شکسپیر، امرء القیس، سکندر، تیمور، پیٹر، نپولین کے والدین سے واقف ہیں؟ یہ صدیوں پہلے کے لوگ ہیں۔ اچھا اپنے عہد بلکہ خود اپنے ملک کے کتنے عظماء و اکابر کے باپ دادا کا نام تم جانتے ہو؟ شاید کسی کا بھی نہیں! پھر یہ انسان کی کیا نادانی ہے کہ اتنی صاف حقیقت بھی نہیں سمجھتا!

دنیا اور آخرت دو نو جہانوں میں اتنی خیر کثیر بخشی ہے؟ تیرے دل پر
اُن کے ہذیان کا ذرا بھی اثر نہ ہو بلکہ برابر اپنے رب کیلئے صلوٰۃ و
نسک قائم کئے رکھ جس نے تجھ پر اتنا عظیم احسان کیا ہے۔ اور خوب
یقین رکھ کہ تو نہیں بلکہ یہ تیرے مخالف اور دشمن ہی ابتر ہیں!"

درحقیقت یہ سورہ نہایت عجیب سورہ ہے۔ اسپر جتنا غور کیا جاتا ہے نئے نئے معانی و نکات نکلتے آتے ہیں۔ سب سے پہلے اسکے شانِ نزول پر غور کرو۔ کتنا وسیع مفید اور ضروری مضمون ہے۔ کم علم، کم ہمت، کوتاہ نظر اور مادہ پرست انسانوں میں یہ خیال عالمگیر ہے کہ آدمی کا نام اولاد سے چلتا ہے۔ چنانچہ اولاد کیلئے لوگ کتنی تمنّائیں کرتے اور کیسے خوش ہوتے ہیں۔ بلاشبہ اولادِ صالح، اللہ کی ایک نعمت ہے۔ لیکن اُسکے وجود پر اپنی شہرت کی بنیاد رکھنا اور اُسی کو اپنی یادگار کا ذریعہ سمجھنا، کم ہمتی ہے، مادہ پرستی ہے اور معنویات کی تحقیر ہے۔ اس خیال کے صاف معنی یہ ہیں کہ ہم اپنے نفس اپنے اعمال اور اپنی قابلیت پر بھروسہ نہیں رکھتے بلکہ ایک مادی وجود کو اپنی زندگی اور یادگار کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔

یہ خیال سراسر غلط ہے۔ عقل اور مشاہدہ دو نو اُسکی تکذیب کرتے ہیں۔ عقل کہتی ہے دنیا اور دنیا کی تمام عظمتیں مادیات پر

ہوتی ہیں۔ البتہ پہلی قسم میں اُنکی سعی و اہتمام کو ضرور دخل ہوتا ہے
مگر چونکہ یہ قسم سراسر آخری قسموں کے ماتحت ہوتی ہے اور اُسی صورت
میں پیدا ہوتی ہے جب وہ دو تو اس کیلئے راہ صاف کر چکی ہوں۔
لہذا والدین کی تعلیم و تربیت ایک ثانوی درجہ کی چیز ہے۔ تاہم
چونکہ اُنکی نیت نیک، قصد صحیح اور کوشش درست ہوتی ہے اسلئے
اِس دار العمل سے رخصت ہونے کے بعد بھی اُنہیں اپنی صالح اولاد
کی دعاؤں سے نفع پہنچتا ہے اور دنیا میں بھی اولاد کے شکریہ کے
مستحق ہوتے ہیں۔

اِس تفصیل سے ظاہر ہُوا کہ اولاد کو نام چلنے کا ذریعہ سمجھنا
انسان کی غلطی اور نادانی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بے عقل لوگوں
کی تردید کرتے ہوئے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تو نہیں
بلکہ خود یہ لوگ ابتر ہیں جو عمل صالح اور فضیلت کو اپنی عظمت و
یادگار کی بنیاد قرار نہیں دیتے اور صرف مادی وجود (اولاد) کو اِسکا
ذریعہ سمجھتے ہیں۔ تو ابتر کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اِتنی خیرِ کثیر تجھے مل
چکی ہے کہ ہدایت کا ایک دریا تجھ سے بہہ رہا ہے۔ ہزاروں
سجدے تری جبینِ نیاز میں تڑپ رہے ہیں۔ نیکی کی روشنیاں
چار دانگِ عالم میں پھیل رہی ہیں۔ سعادت و مسرت کے خزانے

سچ تو یہ ہے کہ حسّاس اور روشن دماغ آدمی، اولادِ صالح پر اگر مطمئن اور خوش ہوتا ہے تو ساتھ ساتھ شرمندہ و منفعل بھی ہوتا ہے کیونکہ خود اپنی اولاد کو اپنے سے برتر پاتا اور اپنے نقص و کوتاہی کا محسوس ثبوت اپنی بغل میں لئے پھرتا ہے! ایک کم ہمت باپ کیلئے اپنے اولوالعزم فرزند سے زیادہ رسوا کن کوئی چیز نہیں۔ بزرگ بیٹے کے نام کے ساتھ بے فضیلت باپ کا نام دھوپ چھاؤں میں ٹاٹ کا پیوند دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اِسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان اپنی اولاد پر حسد کرے، اُسکی تعلیم و تربیت سے بے اعتنائی برتے، اور اپنی فضیحت کے ڈر سے بیٹے کی قابلیتیں اُبھرنے نہ دے۔ کیونکہ یہ ایک طرف بدترین خود غرضی اور گناہ ہے دوسری طرف فطری محبتِ پدری کے مخالف ہے۔

پھر اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو اولاد پر انسان کو فخر کرنے کا حق کہاں تک پہنچتا ہے؟ انسانی قابلیتیں تین قسم کی کہی جا سکتی ہیں: (۱) کسبی جو تعلیم و تربیت سے حاصل ہوتی ہیں (۲) موروثی جو اسلاف سے وراثۃً پہنچتی ہیں (۳) تاثیری جو سوسائٹی، ماحول اور گردو پیش کے مؤثرات سے پیدا ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے آخر الذکر دونوں قسموں میں والدین کی کوئی کوشش بھی شامل نہیں ہوتی بلکہ وہ اضطراری طور پر حاصل

معیط وغیرہ چند قریشی سردار ؟ نہیں اسکا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہے۔

مسلمانونکو جن باتوں سے نقصان پہنچا یا ہے اُنمیں ایک یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے قرآن سے وہی سلوک کیا ہے جو غیر مسلموں کا شیوہ تھا "جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ" (۱۵:۹۱) اور جسکی مذمت اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ: " أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ، فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ"[1] (۱ : ۱۰) مسلمانوں نے بھی کتاب الٰہی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے۔ کچھ حصہ اپنے لئے خاص کر لیا ہے اور باقی کفّار و مشرکین کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ جن آیتوں میں کسی فعل کی مذمت یا اُسپر تہدید کی گئی ہے، اُنہیں صرف کفّار ہی سے مخصوص کرتے ہیں اور مسلمانونکی طرف اُنکا بالواسطہ بھی روئے سخن تسلیم نہیں کرتے اگرچہ وہ بعینہٖ اُنہی افعال کے مرتکب ہوں جنکی ان آیتوں میں مذمت کی گئی ہے۔

---

[1] ترجمہ: کتاب الٰہی کے کچھ حصہ پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصے سے انکار کرتے ہو؟ تو ایسوں کی بجز اسکے اور کیا سزا ہے کہ دنیا کی زندگی میں بھی رسوائی پائیں اور آخرت میں بھی سخت عذاب کے ہاتھوں میں پڑیں۔"

تیرے ہاتھ لٹا رہے ہیں۔ جبتک آفتاب میں گرمی موجود ہے تیرا چشمۂ فیض جاری ہے۔ جبتک آدم کی نسل باقی ہے تُو اُنکا اَبْ وجَدْ ہے اور وہ سب تیری اولاد ہیں، ایسی اولاد نہیں جن سے تیری عزّت ہو بلکہ خود اُنکی عزّت تجھ سے ہوگی۔ وہ تیرا سا باپ رکھنے پر فخر کرینگے۔ ہمچشموں میں مباہات کرینگے۔ شکرگزاری سے تجھپر ہمیشہ درود و صلوٰۃ بھیجیں گے۔ اور سدا محسوس کرینگے کہ زندگی میں بھی تیرے اور تیری ہدایت کے محتاج ہیں اور آخرت میں بھی تیرے اور تیری شفاعت کے دست نگر!

اور دنیا نے کیا دیکھا؟ یہی نہ کہ آپکے تمام دشمن اور بیری جو بڑے بڑے کنبے اور کثیر اولاد رکھتے تھے، اِس طرح ناپید اور گمنام ہوئے گویا کبھی موجود ہی نہ تھے: کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ! اور آپ باوجود کوئی اولادِ نرینہ نہ رکھنے کے سربلند، معزّز، مکرّم ہوئے۔ دنیا میں غیر فانی نام پایا اور آخرت میں خلدِ بریں اور نہرِ کوثر کے وارث ٹھیرے!

اب غور کرنا چاہیئے "شانئک" کا کیا مطلب ہے؟ شانئ کے معنی ہیں: دشمن، بیری، بغض رکھنے والا، نفرت کرنیوالا۔ وہ کون لوگ ہیں جو اِس لفظ کے ماتحت آتے ہیں؟ کیا صرف عُقْبَہ بن ابی

۱ (۱۰ : ۲۴) گویا کبھی بستے ہی نہ تھے۔

ٹھیک اسیطرح یہود و نصاریٰ بھی کہا کرتے تھے جسپر خدا نے اُن کی تردید کی :

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۔ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ! بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ " (۱ : ۱۳)

اُنہوں نے کہا جنّت میں یہود و نصاریٰ ہی داخل ہونگے ۔ یہ اُنکے اپنے خیالی پلاؤ ہیں ۔ اے پیغمبر کہدے کہ اپنی دلیل پیش کرو اگر سچے ہو ۔ نہیں، بلکہ جس نے خدا کے آگے سرِ تسلیم خم کیا اور نیکوکار بھی ہُوا تو اُسکا اجر خدا کے پاس موجود ہے ۔ نہ اُن پر کوئی ڈر ہے اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے ۔

حالانکہ یہ سخت گمراہی ہے ۔ قرآن میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو مُومنین متقین کی ہدایت کیلئے نہ ہو :

الٓمّٓ، ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ، هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ، الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

اس کتاب (قرآن) میں کوئی شک شبہ نہیں ہے، متقین کیلئے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے، نماز قائم کرتے، ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے ہیں، اور اُس ہدایت پر ایمان لاتے ہیں جو تجھپر

اس گمراہی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمانوں میں تقریباً وہ تمام ضلالتیں آگئی ہیں جو کفار، اہل کتاب بلکہ مشرکین میں رائج تھیں، اور جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر، مشرک، جہنمی قرار دیا اور جن کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے قتال و جہاد کیا تھا۔ مسلمان قرآن پڑھتے ہیں مگر ان گمراہیوں پر اُسکا کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ ان آیات کو کفار و مشرکین سے خاص سمجھتے ہیں اور خود اُنہیں کے سے افعال رکھنے پر بھی اپنے تئیں اُن کا مخاطب نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اگر اُن کے شرک و بدعت اور دوسری گمراہیوں پر اعتراض اور آیاتِ قرآنی سے حجت قائم کی جاتی ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں "یہ کفار کے حق میں ہے اور ہم مسلمان ہیں"! گویا اُنکے خیال میں مسلمان کوئی نسلی، جنسی اور خاندانی نام ہے جسمیں کسی صفت، عمل، روش، طریقہ اور خیال کو دخل نہیں۔ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانا مسلمان ہونے کو لازمی قرار دیدیتا ہے، جس کے بعد عقاید، اعمال، اخلاق وغیرہ کا سوال ضروری نہیں۔ پھر دیدہ دلیری یہ ہے کہ جنت کے جملہ وعدوں کے مستحق خود بن بیٹھے ہیں اور جہنم کی تمام وعیدیں دوسرونکے سر پر لاد دی ہیں! اگرچہ نامونکے اختلاف کے ساتھ بعینہٖ اُنہیں کے سے عقیدے، رسمیں اور عمل رکھتے ہیں۔

هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ" (۱ : ۸) ہونگے ۔

اب اِس روشنی میں "شانئک" کا مفہوم بالکل واضح ہے ۔ ہر وہ شخص رسولِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیریوں میں داخل ہے جو اپنے اندر وہی خُو بُو رکھتا ہے جو آپ کے اُس وقت کے دشمنوں کی تھی ۔ ظاہر ہے کفارِ قریش کو براہِ راست آپکی ذات گرامی سے کوئی پرخاش نہ تھی ۔ آپ تو اُن میں اوّل اوّل بہت محبوب اور ہر دلعزیز تھے، لیکن جس چیز نے اُنھیں آپ کا دشمن بنا یا تھا وہ آپ کی لائی ہوئی ہدایت تھی ۔ پس جو کوئی بھی اِس ہدایت سے بغض و نفرت رکھتا ہے تو وہ، جیسا کہ شیخ الاسلام نے تفسیر میں فرمایا، آپکا دشمن ہے ۔

آپکی ہدایت سے بغض و نفرت کے کیا معنی ہیں؟ اِس جانب بھی شیخ الاسلام نے اشارہ کیا ہے ۔ جو لوگ اپنے نفس کی شرارت، اپنی بات کی پَچ، اپنے فرقہ کے تعصب، اپنے پیر کی طرفداری، اپنے امام کی جانبداری، غرض کسی وجہ سے بھی کتاب و سنت سے بغض رکھتے ۔ اُسکی اشاعت و ترقی ناپسند کرتے، اُسکے حقائق و معارف ظاہر ہونے سے رنجیدہ ہوتے، یا اُسے اپنی مصلحتوں کے خلاف سمجھتے ہیں، وہ سب "شانئک" میں داخل ہیں، اگرچہ خود اِسکا اقرار نہ کریں بلکہ اِسے محسوس

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ" (۱ : ۱)	اُتری ہے اور جو تجھ سے پہلے آچکی ہے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں -

خدا ناموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتا - دِلوں، عقیدوں اور عملوں کو دیکھتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں ثابت ہے - کافر اور مشرک اِسلئے کافر و مشرک ٹھیرے اور جہنّم کے سزاوار ہوئے کہ ایسے عقیدے اور عمل رکھتے تھے جو خدا کو ناپسند ہیں - اور مومن اسلئے مومن کہلائے اور جنّت کے وارث بنائے گئے کہ اللہ پر اُسکی مقرّر کی ہوئی ہدایت کے مطابق ایمان لائے اور ایسے عمل کئے جو اُسے پسند ہیں پس جس کسی میں وہ باتیں پائی جائینگی جو کفر و شرک ہیں، وہ کافر و مشرک ہے، اگرچہ اپنے تئیں مومن و مسلم کہتا اور سمجھتا رہے - اور جسمیں وہ صفات ہونگی جو مُومنین و متقین کا طغرائے امتیاز ہیں وہ مؤمن و مُسلم ہے اگرچہ اُسکا کچھ ہی نام ہو اور کیسی ہی صورت رکھتا ہو :

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا	مومن (یعنی مسلمان) یہود، نصاریٰ ستارہ پرست، اُنمیں سے جو اللہ اور یوم آخرۃ پر ایمان لائیں اور عمل صالح کریں تو اُن کا اجر اُنکے پروردگار کے پاس موجود ہے، اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ آزردہ خاطر

لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ الخ (۳: ۱۴) | کریگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا۔

پھر ایک سر اگروہ بھی ہے جو بڑے شدومد سے شریعت ہدایت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عمل وحمایت کا مدّعی ہے۔ مگرافسوس یہ بھی شیطان کے فریب میں پڑکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں داخل ہوگیا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں؟ وہ ہیں: اَلَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًا" (۸: ۷)[۱] جنہوں نے اپنے دین کے ٹکڑے کر ڈالے، پھر فرقے بنا بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے دین الٰہی کے اندر الگ الگ "مذہب" قرار دے رکھے ہیں اور اُن کا ہر گروہ کتاب و سنت پر نہیں اپنے مذہب کی کتابوں پر چلتا ہے! کاش معاملہ اسی پر ختم ہوجاتا۔ نہیں، یہ اُن تمام لوگوں سے نفرت کرتے اور سخت عداوت رکھتے ہیں جو اُنکے مذہب کی خود ساختہ کتابوں کے بجائے اپنے اور اُن کے پروردگار کی کتاب اور اپنے اور اُنکے رسولؐ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی والعیاذ باللہ "شانئک" میں داخل ہیں یہانتک کہ تائب ہو کر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی طرف لوٹ آئیں۔

اسی طرح وہ لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں جو اُسکی لائی ہوئی ہدایت کو یونان یا یورپ کے فلسفہ کے ماتحت سمجھتے یا رکھتے ہیں اور جو چیز اُسکے موافق نظر نہیں آتی اُسکی تاویل وتوجیہ

---

[۱] اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔

بھی نہ کریں۔ کیونکہ اُن میں آپ کے دشمنوں کی خصلت یعنی "نفرت" پائی جاتی ہے۔

لوگ تعجب کرینگے کہ بھلا کوئی مسلمان بھی ایسا ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و شریعت سے نفرت کرے اور اُسے جان بُوجھکر پسِ پشت ڈالدے! واقعی دعوائے اسلام اور بغضِ اسلام کا اجتماع تعجب انگیز ضرور ہے۔ لیکن کیا کیا جائے بدقسمتی سے یہ عجوبہ موجود ہے! کہاں ہے؟ خود اپنے پہلو میں ٹٹولو، خدا نہ کرے وہیں موجود ہو! گرد و پیش میں جستجو کرو، جلد اُسے محسوس کر لوگے۔ مدعیانِ تصوف کے ہاں جاؤ، نمایاں طور پر یہ چیز دیکھ لوگے۔ یہ لوگ عشقِ خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعوے کے ساتھ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی ہدایت سے سخت بیزار رہتے ہیں۔ شریعت کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے، اُسکی پیروی اپنے لئے ضروری نہیں سمجھتے۔ پھر بے باک اسقدر ہیں کہ اپنے بغض کا صاف اقرار بھی کرتے ہیں مگر "سیرِ طریقت" کا روغن مل کر۔ حالانکہ اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ	اگر تمہیں اللہ سے محبّت کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت

نہ دین کے ہیں نہ دنیا کے، اور "كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ" (۸:۱) کی جیتی جاگتی تصویر بنے ہوئے ہیں -

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ "مسلمانوں ہی کو انکی برائی پر دنیا میں یہ سب سزائیں دی جاتی ہیں اور کافر قوموں کو اُن کی برائیوں پر کوئی تنبیہ نہیں کی جاتی بلکہ وہ اور زیادہ قوت و عظمت حاصل کرتی جاتی ہیں - حالانکہ باوجود تمام برائیوں کے مسلمان پھر بھی مسلمان اور خالص کفار سے اچھے ہیں؟"

یہ اعتراض درحقیقت عدم تدبر و جہالت کا نتیجہ ہے۔ "اچھے" کے کیا معنی ہیں؟ یہی نہ کہ اچھے اخلاق و عادات؟ اگر یہی مراد ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک شخصی یا انفرادی - یعنی جن کا تعلق انسان کی اپنی ذات یا محدود افراد کے ساتھ ہوتا ہے - اور ایک قومی یا اجتماعی - یعنی جن کا تعلق پوری قوم اور جماعت سے ہوتا ہے - بلاشبہ بعض شخصی اخلاق میں مسلمان غیروں سے بہتر ہیں مثلاً اُن میں شراب کم ہے، زنا کم ہے - لیکن اِس منفی پہلو سے آگے؟ کیا مسلمان سچے بھی زیادہ ہیں؟ عہد کے پابند بھی زیادہ ہیں؟ سخی بھی زیادہ ہیں؟ بہادر بھی زیادہ ہیں؟ اگر یہ مسئلہ قابلِ بحث سمجھا جائے

کرتے ہیں۔

اسی طرح وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے خاندان یا ملک کے رسم و رواج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عملاً مقدم رکھا ہے۔ مثلاً بیوی سے سخت بیزار ہونے اور ایک لمحہ بھی نہ بننے پر بھی صرف اس وجہ سے طلاق نہیں دیتے کہ رواج کے خلاف ہے۔ یا وراثت میں لڑکی کو محروم کرتے اور کہتے ہیں: یہ ہمارے ہاں کا رواج ہے۔ یا میت کا تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی کرتے۔ یا شادی میں مشرکانہ رسمیں برتتے۔ یا عرس اور گیارھویں کرتے۔ یا پیروں، ولیوں سے منتیں مانتے۔ یا مسجد کا طاق بھرتے وغیرہ اعمال و افعال انجام دیتے اور باوجود تنبیہ و تحذیر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو محض تعصب، شرارت اور ہٹ دھرمی سے ٹھکرا دیتے ہیں یہ سب اس آیت کے مفہوم اور اسکی وعید میں داخل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یہ تمام کے تمام ابتر ہیں، اور جیسا کہ سلف نے ابتر کی تفسیر میں کہا ہے کہ "الاقل، الاذل، الحقیر، المنقطع دابرہ" کی محسوس مثال پیش کر رہے ہیں۔ حد سے زیادہ خوار ہیں، ذلیل ہیں، حقیر ہیں، غلام ہیں، انکے سب کام بگڑے ہوئے ہیں، نیکیاں بے برکت ہیں، عبادتیں بے نتیجہ ہیں، چہرے مسخ ہیں، ہمتیں پست ہیں،

آنکھیں نکالینگے - ازل سے خدا کی مشیئت یہی ہے کہ یہ طلسمِ حیات یہ دنیا آباد ہو، معمور ہو، آگے بڑھے، ترقی کرے - اِس میں اُسکی کیا مصلحت ہے؟ سرِ دست یہ سوال نہ پوچھو - کوئی نہ کوئی بڑی ہی مصلحت ہے - جبھی اُس نے اس محیّر العقول طلسم کو بنایا۔ اُس میں بے شمار قومیں پھیلائیں، باری باری سب کو اُسکے سنوارنے کا موقعہ دیا - اور جس نے بھی اِس فرض کی انجام دہی میں کوتاہی کی، اُسے تباہ و برباد کرکے بے نام و نشان کر دیا - مسلمانوں کو بھی "اُمَّةً وَّسَطًا" بنا کر اُٹھایا اور فرمایا :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (۱۸ : ۱۴)	خدا کا اُن سے وعدہ ہے جو تم میں ایمان لائے اور عمل صالح کرے کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اُن سے پہلی قوموں کو بنا چکا ہے -

جبتک اُنہوں نے زمین کی اصلاح کی، آبادی میں کوشاں رہے، خدا نے بھی اُنہیں قائم رکھا - اور جب اپنی نالائقی کا پیہم ثبوت بہم پہنچا دیا تو دے مارا اور اِس حال میں کر دیا کہ ابتر ہونیکے بعد اب نمک کے پہاڑ کی طرح آہستہ آہستہ مگر لگاتار پگھلے چلے جا رہے ہیں : جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" (۱ : ۱۱ / ۱)

تو قومی و اجتماعی اخلاق کے متعلق مسلمانوں کی تائید میں کیا کہا جا سکتا ہے؟ اُن میں قومی ہمدردی کتنی ہے؟ قربانی کا مادہ کتنا ہے؟ اتفاق کہاں تک ہے؟ ..... ماننا پڑیگا کہ اِس دولت سے اُنکی مٹھیاں بالکل خالی ہیں۔ پھر وہ کفّار سے "اچھے" کیونکر ہوئے؟ محض "مسلمان" نام رکھ لینے اور گائے کا گوشت کھانے میں تو کوئی اچھائی بُرائی ہے نہیں۔

پھر ایک بات اس سے بھی زیادہ اہم اور خاص طور پر مسلمانوں کے جاننے کی ہے۔ ہم ابتک یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جس طرح پُرانے زمانے کے ایشائی بادشاہ چاپلوسی سے خوش ہو کر بڑی بڑی جاگیریں انعام دے ڈالا کرتے تھے اسیطرح (معاذ اللہ) خدا بھی ہے کہ اُسکی حمد و ثنا میں ایک دو قصیدے پڑھ دئے یا ہاتھ جوڑ کر خداوندا! خداوندا! کہدیا اور اُس نے خوش ہو کر کہدیا "جاؤ ہم نے تمہیں رُوم اور چین کی بادشاہی دی!"

"مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ" (۷: ۱۷) خدا کی شان اِس سے کہیں بلند و برتر ہے۔ "کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ" (۱۳: ۸) اُس کے ہاں ہر چیز نپی تُلی ہے، بے قاعدگی کو دخل نہیں۔

اب میں وہ بات کہتا ہوں جسپر بہت سے "فقیہی" اور "فریسی"

بہت سے کور چشم اپنے کھسیانے پن کو یہ کہکر دُور کر لیا کرتے ہیں کہ "چلو دنیا نہ سہی آخرت تو اپنی ہے" بدنصیبو! آخرۃ بھی تمہاری نہیں ہے۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بیر باندھا ہے اُسکی سزا جس طرح تمہیں اِس دنیا میں ملی کہ ابتر ہو گئے اُسی طرح آخرت میں بھی ملیگی اور اپنے آپ کو ابتر ہی پاؤ گے۔ خود اسی سورۂ کوثر کی تفسیر میں حضرت انس رض سے مروی ہے کہ "نبی صلعم پر غشی طاری ہوئی، پھر آپ نے سر اُٹھایا اور مسکرائے۔ پھر فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے (پھر سورۂ کوثر پڑھی اور فرمایا) تم جانتے ہو، کوثر کیا ہے؟" صحابہ رض نے عرض کیا اللہ اور اُسکا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا "کوثر، جنت میں ایک نہر ہے جو خدا نے مجھے بخشدی ہے، اُسپر خیر کثیر ہوگی میری اُمت قیامت کے دن اُس پر آئیگی۔ اُس پر اتنے جام ہونگے جتنے آسمان پر ستارے دیکھتے ہو۔ لیکن آنے والوں میں سے کچھ لوگ داخل ہونے سے روک دئے جائیں گے۔ میں عرض کرونگا: یا رب انہ من امتی" اے رب، یہ تو میرا امتی ہے۔ جواب ملے گا: انک لا تدری ما

بنابریں دنیاوی رفعت وعظمت اُسی قوم کو حاصل ہوگی جو اپنے اجتماعی اخلاق واعمال میں "صالح" اور زمین کو آباد وگلزار بنانے میں "اصلح" ہوگی۔ اگرچہ مسلمان نہ بھی ہو، اگرچہ باطل عقیدہ ہی کیوں نہ رکھتی ہو، اگرچہ کافر ومشرک ہی کیوں نہ ہو! میں یہ کوئی عجیب اور نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں کہ کان کھڑے کئے جائیں۔ مشاہدہ اسپر شاہد ہے اور کتاب اللہ گواہی دے رہی ہے۔ فرمایا:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ" (۱۲ : ۱۰)	تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ شرک کی وجہ سے (کیونکہ اس آیت میں "ظلم" کے معنی شرک بھی بتائے گئے ہیں اور اُسکا

شاہد اس آیت میں موجود ہے "اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ" اور اگر یہاں ظلم کے معنی ناانصافی ہی ہوں جب بھی معنی یہی ہونگے کہ خدا نا انصافی سے) کسی آبادی کو ہلاک کر دے حالانکہ اُس کے باشندے اصلاح والے ہوں۔

لہذا موجودہ مسلمانوں کی پستی اور کفار کی ترقی پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ سنتِ الٰہی کے بالکل مطابق ہے۔ اور اُس وقت تک برابر یہی حالت رہیگی جب تک مسلمان اپنی موجودہ "اجتماعی" بدکاری" پر قائم ہیں اور اصلاح وتعمیر کی صلاحیت اپنے اندر پیدا نہیں کرتے ہیں۔

L 1984

کرتا ہے۔ پھر سال میں ایکمرتبہ قربانی کا خون بہاکر اِس پُرخطر "بیعنامہ" کی تجدید و توثیق کرتا ہے۔ جاندار کا لاشہ سامنے پڑا ہوتا ہے، تن سے سر کا رشتہ کٹا نظر آتا ہے، خون کا فوّارہ چھوٹتا ہوتا ہے، کرب ہوتی ہے، چیخ ہوتی ہے، تڑپ ہوتی ہے، جان کندنی ہوتی ہے۔ مومن کھڑا کبھی یہ مؤثر منظر دیکھتا اور کبھی اپنے ہاتھ کی خونچکاں چھری پر نظر ڈالتا ہے۔ اُس وقت اُس کی آنکھوں کے سامنے دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھنچ جاتا ہے، موت و حیات کی سرحد معلوم ہو جاتی ہے، اعلاء حق کا جذبہ جاگتا ہے، جہاد فی سبیل اللہ کا ولولہ پیدا ہوتا ہے، خون گرم ہوکر جوش مارتا ہے، رگیں پھول جاتی ہیں، نئے سر سے اپنے خدا سے تجدید عہد کرتا ہے اور اُس کی زبانِ حال کہتی ہوتی ہے:

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ " (۸ : ۷)	میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں، اِسی کا مجھے حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل سرِ تسلیم خم کرنیوالا ہوں۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ صلوٰۃ و نحر کتنی عظیم الشان عبادتیں ہیں

احدث بعدك " تجھے نہیں معلوم اس نے تیرے بعد کیا گل کھلائے ہیں!" (احمد و ابوداؤد و النسائی و ابن جریر وغیرھم)
پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکی ہدایت کے دشمن دنیا میں بھی ابتر ہیں اور آخرت میں بھی ابتر اُٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا " (۱۵ : ۸)	جو اس دنیا میں (دل کا) اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور کہیں زیادہ گم کردہ راہ۔

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" نماز اور قربانی کا حکم دیا گیا ہے نماز روزانہ پانچ وقت کی ہے اور قربانی سال میں کم سے کم ایک مرتبہ ہونی چاہیئے۔:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ "(۱۱ : ۳)	اللہ نے مومنین سے اُنکی جان مال جنت کے بدلہ میں خرید لی ہے۔

کے بموجب مومن کا مال و جان کچھ بھی اُسکا اپنا نہیں بلکہ خدا کا ہے۔ یہی باعث ہے کہ وہ نماز کے ذریعہ روزانہ پانچ دفعہ اپنی عبودیت کا اظہار اور اپنی ملکیت سے دستبرداری کا اعلان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝



شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ کوثر کی تفسیر میں فرمایا:

یہ سورت کتنی جلیل القدر ہے اور اتنی چھوٹی ہونے پر بھی اپنے دامن میں کتنے بے شمار فائدے رکھتی ہے۔ اسکے معانی کا اندازہ آگے چل کر ہوگا۔

اِس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے ہر قسم کی بھلائی کاٹ دیگا۔ اُس کا مال، اولاد، یادگار غرض کوئی چیز بھی نہ بچیگی۔ آخرت سے بھی جائے گا،

اور اُن کا مؤمن کے دل و دماغ پر کیا اثر پڑتا ہے بشرطیکہ صحیح اسپرٹ کے ساتھ ادا کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوثر کے انعامِ عظیم پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر انہی دونوں عبادتوں کے قیام کا حکم دیا کہ یہ سب سے اَجَلُّ دارفع و اعلیٰ ہیں۔ اور اس طرح بلیغ ترین اسلوب میں مومنین پر ان عبادتوں کی فضیلت، منفعت اور ضرورت واضح فرما دی۔

وَاللہُ تَعَالیٰ اَکْبَرُ وَاَعْلَمُ۔

عبدالرزاق ملیح آبادی



ہوتیں، کاش احادیثِ صفات لسانِ نبوی پر جاری ہی نہ ہوئی ہوتیں
کہ ہم اُنکی تطبیق و بحث سے بچ جاتے!"

اِن آیات و احادیث سے اُنکے بغض و نفرت کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ اہلِ سنت جب اُن سے صحیح طور پر استدلال کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے دلی کینہ سے مجبور ہو کر ناک بھوں چڑھاتے اور بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ اِس سے بڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیزاری اور کیا ہوگی! اِسی طرح ڈھولک، طبلے اور باجوں پر ناچنے والے یہ نام نہاد صوفی، اگر اُنکی مجلس میں قرآن پڑھا جاتا ہے تو اُکتا جاتے اور گرانی محسوس کرتے ہیں۔ اِس سے بڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفرت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے! یہی حال دوسرے گمراہ فرقوں کا بھی ہے۔

اسی طرح وہ لوگ بھی ہیں جو مخلوق کے کلام و علم کو قرآن و سنّت پر ترجیح دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں داخل ہیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو کتاب و سنّت کے ساتھ یہ سلوک ہرگز نہ کرتے۔ بلکہ اُن میں بعض تو ایسے بھی ہیں جو حفظ کر چکنے کے بعد قرآن بھول جاتے اور زید، عمرو، بکر کے اقوال و افعال کے حفظ و اہتمام میں لگجاتے ہیں۔

دنیا بھی کھو دیگا۔ زندہ رہیگا مگر زندگی سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکیگا اور نہ عاقبت کیلئے زادِ راہ طیار کرسکیگا۔ قلب رکھے گا مگر اُس سے سمجھ بوجھ چھین لی جائیگی۔ نہ نیکی کا شعور باقی رہیگا نہ نیکی کیلئے انشراحِ صدر ہوگا۔ نہ معرفتِ الٰہی کی توفیق ملے گی نہ محبتِ خداوندی کی گرمی پیدا ہوگی اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی سعادت نصیب ہوگی۔ عمل کریگا مگر اطاعت و انابت کے لئے نہیں۔ دوست احباب رکھیگا مگر کام آنے والے نہیں۔ عبادت کریگا مگر لذّت نہ پائیگا۔ ریاضت پر جھکے گا مگر حلاوت سے ناآشنا رہیگا۔ ظاہر میں کتنا ہی زہد و صلاح رکھے مگر دل ہمیشہ اکھڑا رہیگا ہرگز تقویٰ و صلاح پر نہ جمیگا۔ یہ ہے سزا اُسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے کسی حصہ سے بھی بغض رکھتا اور اُسے اپنی ہوا و ہوس یا اپنے پیشوا، پیر، شیخ، بادشاہ، یا سردار کی خوشنودی کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ مثلاً وہ لوگ جو جہالت و حماقت کی راہ سے آیات و احادیثِ صفات سے بغض رکھتے ہیں، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافِ منشا اُنکی تاویل کرتے ہیں، اپنے اور اپنے فرقہ کے خیالات پر اُنہیں توڑ مروڑ کے بٹھاتے ہیں۔ یا تمنّا کرتے ہیں "کاش آیاتِ صفات اُتری ہی نہ

اُسکے پاسنگ برابر بھی نہیں ہوسکتی۔ اور آخرت میں یہ ہوا کہ وسیلہ ملا، مقامِ محمود کے وارث بنے، لوا الحمد عطا ہوا، حوض کے مالک ہوئے۔ اور یہ بشارت ملی کہ درِ جنت سب سے پہلے آپ کے اور آپ کی اُمت کیلئے کھولا جائیگا۔ وغیرہ وغیرہ نعمتیں اور سعادتیں۔ پھر تمام مؤمنین اولاد ٹھیرائے گئے اور آپ اُن کے باپ قرار دئے گئے۔ برخلاف اِس کے جنھوں نے بغض رکھا، اور دشمنی ٹھانی، ناشاد و نامراد ہو کر کٹ پٹ گئے اور کہیں نَس باقی نہ رہا!

"شانئ" یعنی تجھ سے بغض رکھنے والا، اور "الابتر" اُسے کہتے ہیں جسکی نسل مٹ جائے اور اُس سے کوئی اچھائی بھی بن نہ آئے ابوبکر بن عیاش سے کہا گیا "مسجد میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو مجلس جماتے ہیں اور لوگ اُنکے پاس بیٹھتے ہیں" ابوبکر نے کہا "جو لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے لوگ بھی اُسکے پاس بیٹھتے ہیں"۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اہلِ سُنت مرجائینگے مگر اُن کا ذِکر زندہ رہیگا اور اہلِ بدعت مرینگے تو اُنکے ساتھ اُنکا ذکر بھی مرجائیگا۔ اور یہ اسلئے کہ اہلِ سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایت کو زندہ کرتے ہیں اور اہلِ بدعت چونکہ آپکی شریعت کو مٹاتے ہیں اسلئے "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" کی وعید میں داخل ہیں۔

بُغضِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب سے بڑا درجہ یہ ہے کہ اُسکی لائی ہوئی شریعت سے کفر و اعراض کیا جائے، اُسے اگلوں کا ڈھکوسلا اور سحر و جادو قرار دیا جائے۔ ایسے لوگوں کی محرومی و بدبختی بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ خدا نیکی کی جملہ راہیں اُن پر بند کر دیتا ہے۔

جس طرح ہدایت و سعادت کے درجے ہیں اُسی طرح ضلالت و شقاوت کے بھی مرتبے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جتنا زیادہ بغض رکھتا ہے، اُتنا ہی زیادہ ہدایت سے بھی محروم ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ٹھانی اور اُس کے بغض سے اپنے دل سیاہ کر لئے، اُنہیں خدا نے یہ سزا دی کہ ہر طرح کی خیر و فلاح سے کُلیۃً محروم کر دیا۔ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بدلہ دیا کہ کوثر کے انعام سے مالا مال کر دیا!

کوثر وہ خیر کثیر ہے جو آپکو دنیا و آخرت میں ملی ہے۔ دنیا میں یہ ہُوا کہ ہدایت یاب ہوئے، فتح و ظفر سے شادکام ہوئے، آنکھوں کو ٹھنڈک ملی، دل نے تسلّی پائی، انشراحِ صدر ہُوا، ذکرِ الٰہی اور محبّتِ خداوندی سے سینہ معمور ہو گیا۔ اور یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کے سامنے دنیا کی تمام نعمتیں اور جملہ مسرّتیں ہیچ ہیں۔ کوئی خوشی خُرّمی

المقدار عطیہ کو ظاہر کرتی ہے جو کسی بہت ہی بڑے سخی، غنی اور واسع کی طرف سے عطا ہوا ہے اور یہ کہ اُس جلیل الشان کے فرشتے اور لشکر اُسکے ساتھ ہیں۔

آیت کا آغاز "اِنّا" سے کیا ہے جو تاکید کلام اور خبر کے یقینی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اعطینا فعل ماضی کا صیغہ ہے جس سے اور بھی زیادہ تاکید و تحقیق مقصود ہے۔ یعنی آپ کو کوثر کا دیا جانا ایک ایسا واقعہ ہے جو بالکل ثابت و متحقق و واقع ہے۔ اس میں نہ کسی قسم کا شبہ ہے اور نہ کوئی ذرا بھی تغیّر و تبدّل کرسکتا ہے کیونکہ یہ واقعہ اُس وقت ہو چکا ہے جب آفرینش سے پچاس ہزار سال پہلے نوشتۂ تقدیر لکھا جا رہا تھا۔ پھر مضاف الیہ (کوثر) کا ذکر کیا اور اُس کے مضاف کو محذوف رکھا تاکہ عدم تعیین کی وجہ سے زیادہ عام اور ہمہ گیر ہو۔ پھر اِس بخشش کو لفظ صفت (کوثر) سے ظاہر کیا۔

احادیث صحیحہ و صریحہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ کوثر جنّت کی ایک نہر کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کوثر کے عام معنی یہ بتاتے تھے کہ خیر کثیر، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حساب بھلائی بخشی ہے۔ اگر معمولی سے معمولی جنّتی کو بھی جنّت میں اتنا ملیگا کہ

پس اے شخص، خبردار! خبردار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کسی بات سے بھی نفرت نہ رکھنا۔ اپنی خواہش، فرقہ کے تعصّب، شیخ کی محبت یا دنیائے دوں کے شغف کی راہ سے اُسے ہرگز ہرگز ردّ نہ کرنا۔ کیونکہ خدا نے کسی مخلوق کی بھی اطاعت فرض نہیں کی، اور اگر کی ہے تو وہ صرف اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت ہے کہ جسکی فرمانبرداری واجب اور جسکی ہدایت کی پیروی فرضِ عین ہے۔ اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار رہا اور دنیا بھر کا نافرمان، تو خدا کے سامنے ہرگز جوابدِہ نہ ہوگا۔ اور یہ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی مخلوق کی بھی اطاعت لازمی نہیں ہے اور اگر کسی کی اطاعت روا رکھی گئی ہے تو اُسکی جو شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم دے ورنہ اگر مخالف ہو تو اُسکی نافرمانی فرض ہو جاتی ہے۔

پس اسے خوب جان، سُن، مان، پیروی کر، بدعتیں نہ نکال، کیونکہ ایسا کرنے سے تو ابتر ہو جائیگا اور تیرا عمل مردود ٹھیریگا! ابتر عمل کی صورت میں پیروی بیفائدہ ہو جاتی ہے اور پیرو کو کوئی نفع نہیں پہنچاتی۔

"اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" یہ آیت ایک عظیم الشان اور کثیر

لہذا بندہ پر فرض ہے کہ آپؐ کے اتباع و اقتدا کے لیئے
کوشاں رہے۔ آپ کے لائے ہوئے تمام اوامر کی تعمیل کرتا رہے
اعمالِ صالحہ مثلاً روزہ، نماز، صدقہ، طہارت میں سرگرم رہے۔
تاکہ اس کا ثواب ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچے اور قیامت
میں آپ شفیع بنیں۔ اور یہ اس لیئے کہ اوامر و احکام کے ترک کے
ساتھ اگر کوئی منہیات و ممنوعات کا بھی ارتکاب کریگا تو اُس کا بوجھ
بھاری اور نجات مشکل ہو جائے گی۔ لیکن اگر معمول و مطلوب کے
عمل کے ساتھ محذور و ممنوع سے اتفاقیہ آلودہ ہو جائے گا، تو اُن
لوگوں میں داخل ہوگا جن کی آپؐ شفاعت کریں گے۔ کیونکہ اوامر پر
اُس کے عمل کا ثواب آپ کو بھی مل چکا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اللہ ہی
کی طرف تمام مخلوق کی واپسی ہے، وہی اُن کا حساب کتاب کریگا،
اور وہی اپنے بندوں کے ظاہر و باطن سے بخوبی واقف ہے۔
لیکن یہ ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اپنی اُمّت
کے اہلِ کبائر کو بھی شامل ہوگی۔ نیک نے اگر نیکی کی ہے تو اللہ ہی
کی توفیق سے کی ہے اور بد کے لیئے اُس دن کوئی بچاؤ اور عذر نہ
ہوگا۔

کوثر جنّت میں ایک نہر ہے اور وہ منجملہ اُس خیرِ کثیر کے ہے

اِس دنیا سے دس گنا زیادہ ہوگا تو اُن نعمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جو وہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئیں گی!
پس کوثر سے مقصود وہ تمام نعمتیں، کرامتیں، درجے اور مسرتیں ہیں جو آپ کو ہمیشہ حاصل رہینگی، بڑھینگی، پھیلینگی، اونچی ہونگی۔
اور یہ کہ نہر کوثر جنت کی سب سے بڑی، سب سے زیادہ شیریں، سب سے زیادہ مبارک اور سب سے زیادہ بہتر نہر ہوگی۔
یہی نہیں بلکہ لفظ کوثر کا استعمال لامِ تعریف کے ساتھ کیا۔ فرمایا "الکوثر" تاکہ اُسکے حسن وکمال کو اَور بھی زیادہ ظاہر کرے جیسے کہتے ہیں "زید العالم، زید الشجاع" یعنی زید سے بڑا کوئی عالم اور شجاع نہیں۔ اِسیطرح الکوثر کہکر ظاہر کردیا کہ بھلائی، پوری پوری بغیر کسی کمی کے عطا کردیگئی۔
اِسمیں سے اگر کوئی حصہ اُمت کے لوگوں کو ملیگا تو صرف آپؐ کے اتباع واقتداء ہی کی برکت سے ملے گا، جس طرح اُن کی نیکیوں کا جتنا ثواب خود اُنہیں ملے گا اُتنا ہی آپؐ کو بھی ملتا جائیگا۔ الکوثر میں اِس جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جتنا ثواب اُمت کو ملے گا اُتنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملتا رہیگا کیونکہ آپؐ ہی اُس کی ہدایت ونجات کا ذریعہ وسبب ہوئے ہیں۔

کا اِس آیت میں بھی ساتھ ذکر کیا ہے :

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ " (۸ : ۷)	کہدو کہ میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ پروردگار عالم کیلئے ہے ۔

نسک کے معنی ہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے جانور ذبح کرنا آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلوٰۃ و نسک تقربِ الٰہی کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہیں اور کوئی عبادت نہیں جس سے اتنا اظہار تشکّر ہوتا ہو جتنا اِن دونوں سے ہوتا ہے ۔ پھر صلوٰۃ کا کیا کہنا، وہ تو مخ العبادۃ اور غایت الغایات ہے ۔ گویا خدا یُوں فرماتا ہے، ہم نے تجھے کوثر اور خیر کثیر دی اور تجھ پر اتنا بڑا احسان اس لئے کیا کہ تو ہمارے لئے یہ دونوں عبادتیں انجام دیتا تھا ۔ دراصل یہی دونوں ہمارے اِس عظیم الشّان احسان کا سبب ہوئی ہیں ۔ لہٰذا تو اُنہیں برابر قائم کئے رہ کیونکہ اُن کے پہلے اور بعد احسان ہی احسان ہے ۔

عبادات مالیہ میں سب سے اعلیٰ عبادت قربانی ہے، اور عباداتِ بدنیہ میں سب سے افضل نماز ہے ۔ بندے کو نماز میں جو کیفیت و جمعیتِ خاطر حاصل ہوتی ہے وہ کسی عبادت میں

جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت میں دی ہے
یہ علاوہ اُس بے شمار ثواب کے ہے جو آپ کو اپنی اُمت کے ہر
ہر فرد کی نیکی سے قیامت تک حاصل ہوتا رہے گا۔ بنا بریں اُمت
میں سے جو کوئی پڑھتا، سیکھتا، عمل کرتا، تعلیم دیتا، خیرات کرتا،
حج کرتا، جہاد کرتا، توبہ کرتا، نیکی یا توکّل کرتا، خشیت، خوف،
معرفت وغیرہ مقاماتِ قلب میں سے کوئی مقام حاصل کرتا ہے تو
جہاں خود اُسے اپنی نیکی کا پورا پورا ثواب ملتا ہے۔ وہاں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُسکے برابر اجر حاصل ہوتا ہے۔
"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ
اِن دونوں جلیل القدر عبادتوں: صلوٰۃ و نسک کو یکجا انجام دو،
جو تقرّب، تواضع، حسنِ ظن، قوّتِ یقین، طمانینتِ قلب، اور اللہ
کے وعدہ، حکم، بخشش، اور کفالت پر پوری پوری دلالت
کرنے والی ہیں۔ برخلاف اس کے متکبرین، متنفرین اور اللہ
سے بے پروا لوگ ہیں جنہیں اپنی نمازوں میں پروردگار سے
کچھ مانگنا نہیں ہوتا۔ اور جو فقر کے خوف، فقیروں سے بے اعتنائی
اور اپنے رب سے سوءِ ظن کے باعث اُس کے نام پر قربانی
نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں عبادتوں

اِس جانب بھی اشارہ ہے کہ ابترا شانی کی صلوٰۃ و نسک غیراللہ کیلئے ہوتی ہے۔

"اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" میں کئی تاکیدیں جمع ہوگئی ہیں : اوّل یہ کہ جملے کو "اِنَّ" سے شروع کیا۔ دوم یہ کہ درمیان میں ضمیر فصل (ھو) داخل کی جو قوّتِ اسناد و اختصاص پر دالّ ہے۔ سوم یہ کہ خبر کو اسمِ مفعول کے بجائے صیغۂ افعل التفضیل سے ظاہر کیا۔ چہارم یہ کہ خبر پر لام داخل کیا جو اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اِس میں ابتریت بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے اور یہ کہ وہی اِس صفت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ تاکید کی ایسی ہی مثال آیت :

لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى" ( )	ہرگز خوف نہ کر تحقیق تو ہی سب سے اعلیٰ ہے۔

میں بھی موجود ہے۔

سورت کے لطیف فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" میں التفات کی جو صورت ہے اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ "تیرا رب ہی صلوٰۃ و نسک کا مستحق ہے اور تو ہی اُس کے انجام دینے کا پورا اہل

بھی حاصل نہیں ہوتی، جیساکہ زندہ دلوں اور عالی ہمتوں والے لوگ جانتے ہیں ۔ اسی طرح قربانی میں بھی ایثارِ الٰہی، اُس کی ذاتِ برتر کے ساتھ حسنِ ظن، قوتِ یقین اور پروردگارِ عالم پر اعتماد کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ عجیب اور ناقابلِ بیان ہے بشرطیکہ اُسکے ساتھ ایمان و اخلاص ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے اِس حکم پر پوری طرح عمل کیا ۔ چنانچہ آپؐ بکثرت نمازیں پڑھتے اور بکثرت قربانی کرتے تھے ۔ حتیٰ کہ حجۃ الوداع میں خاص اپنے ہاتھ سے ۶۳[لے] اونٹ ذبح کئے تھے ۔ اور عید وغیرہ موقعوں پر برابر ذبح کرتے رہتے تھے ۔

"اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" میں اِس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ " اے رسولؐ، دنیا کی کسی چیز پر بھی متأسف نہ ہو (جیساکہ سورۂ طٰہٰ و حجرات وغیرہ میں بھی حکم دیا جاچکا ہے) اور یہ کہ لوگوں سے نہ طمع رکھ نہ اُن کا ہاتھ دیکھ ۔ بلکہ اپنے ربّ کے لئے صلوٰۃ و نسک جاری کئے رہ " نیز اس میں

[لے] یعنی اپنی عمر کے برسوں کے حساب سے کیونکہ آپ کی عمر اُس وقت ۶۳ سال کی تھی ۔ (مترجم)

مقاصد مکتبہ

الحمدللہ کہ الہلال بک ایجنسی جن اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر معرض وجود میں آئی تھی اُن اغراض و مقاصد کی تکمیل کے متعلق ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے چنانچہ اسوقت تک اِس ایجنسی کی وساطت سے کم و بیش دس چھوٹی بڑی کتابیں اربابِ علم و ذوق کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں، جنمیں سے بعض بہترین مذہبی عربی کتب کے تراجم ہیں مثلاً شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب "الوسیلہ" اور حافظ ابن قیمؒ کی کتاب "زادالمعاد" کا ملخص "ہدی الرسول"۔ امام موصوف اور حافظ ممدوح کی بعض کتابوں کے تراجم اس وقت زیرِ اہتمام و طبع ہیں - ایجنسی کی ان عاجزانہ مساعی کو ہر حلقے میں خاص قبولیت حاصل ہوئی، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جس کے شکر و سپاس کیلئے ہماری زبان مساعدت نہیں کرتی "وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ"۔ شکر کا مقام یہ نہیں کہ ایجنسی کو کاروباری اعتبار سے فائدہ پہنچا، اسلئے کہ اصل مقصدِ کار یہ نہ تھا بلکہ اشاعتِ دین و اشاعتِ کتاب و سنّت تھی۔ الحمدللہ کہ یہ کام بھی اچھے پیمانے پر انجام پا رہا ہے، گو ابھی تک امیدوں اور آرزوؤں کی پوری پوری تسکین کا سامان نہیں ہوا تاہم آغاز حوصلہ افزا ہے۔ اور جس ساز و سامان کے ساتھ ہم بازارِ ردّ و قبول میں آئے تھے اُسے مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ہوا کسی طرح بھی ناقابلِ اطمینان نہیں - اور اس کارسازِ حقیقی کو منظور ہوا تو ہم اس باب میں مزید خدمت کے شرف سے بے بہرہ نہیں رہیں گے، والامر بید اللہ انہ ھو الموفق والرفیق -

اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اپنے کاروبار کا دائرہ ذرا وسیع کر

ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ؕ



حکیم محمد حسین امین آبادی
تحریر نمود

مطبوعاتِ الہلال بک ایجنسی

بسلسلۂ (از تصانیف مولانا ابوالکلام آزاد) اشاعت

(۱) **الفرقان بین اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان**: یعنی خیر و شر، حق و باطل اور نور و ظلمت کے خصائص و اعمال اور ان اعمال کے نتائج و عواقب کی حقیقت پر ایک تفصیلی بحث ہے اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کے خصائص کی تشریح۔ ۶ ر

(۲) **ایلاء و تخییر**: رسول اللہ صلعم کے واقعہ "ایلا" "آیتِ تخییر" کا شانِ نزول اور "سورہ تحریم" کی تفسیر وغیرہ حدیث اور تاریخی مضامین پر ایک نہایت نفیس اور مشترک بحث ہے، عیسائیوں کے آنحضرت صلعم پر ایک بے بنیاد الزام کا مفصل جواب ہے۔ مغربی تعلیم کے دلدادہ نوجوانوں کیلئے ایک رسن بصیرت ہے۔ ۸ ر

(۳) **حقیقۃ الصلوٰۃ**: نماز جیسے اہم فرض کی حقیقت پر اسقدر مؤثر، دلنشین اور اچھوتی کوئی کتاب آجتک شائع نہیں ہوئی جیسی یہ کتاب ہے، اسپر طرہ یہ کہ جو کچھ سپردِ قلم ہؤا از سرتا پا کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ قیمت ۴ ر

(۴) **الحرب فی القرآن**: یہ کتاب مبحثِ حرب پر قرآنی نقطۂ خیال سے نہایت بےنظیر مرقع ہے۔ اسمیں دکھایا گیا ہے کہ جاہلیت میں عرب جنگ کو کیا سمجھے اور کیسا نمونہ پیش کیا؟ پھر اسلام نے اسکے تمام نقائص کو مٹا کر کس طرح اسے ناگزیر مواقع پر نہایت درجہ کم مضرت رساں بنا دیا جہاد پر ایک حقیقت نما بحث ہے۔ ۱۰ ر

(۵) **سیرۃ امام ابن تیمیہ رح**: اس میں چودھری غلام رسول صاحب مہر بی اے چیف ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور نے حضرت امام کی زندگی کے حالات مختصر مگر نہایت جامع الفاظ میں پیش کئے ہیں۔ نہایت قابل دید ہے۔ قیمت ۹ ر

ملنے کا پتہ 

الہلال بک ایجنسی نمبر ۲۴ شبرانوالہ دروازہ لاہور

دینی اور اعلیٰ درجے کی عربی کتابوں کے تراجم کے ساتھ ساتھ بہترین عربی کتابیں بھی ارباب علم و نظر تک ارزاں قیمتوں پر پہنچا سکیں، تاکہ کتاب و سنت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری رہے جو ہماری واحد قومی و ملّی زبان ہے اور جسکے بغیر ہم معارفِ کتاب و سنت سے علیٰ قدر تمنّا فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس گئے گزرے زمانے میں بھی عربی کتب کے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے اصحاب ہر حلقے میں ملجاتے ہیں، لیکن بڑی دِقّت یہ ہے کہ انہیں عربی کتب کے حاصل کرنے میں بیحد پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں، اور بعض ایسے ہیں جنہیں نادر کتب کے اسمار تک سے بھی آگاہی نہیں ہوتی۔ ہم نے اب اس خدمت کا بھی اپنے فرائض میں اضافہ کر لیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال رہا تو اسے بھی بقدرِ استطاعت بہتر طریقے سے انجام دینگے۔ ہم نے ہر فن کی بہترین عربی کتب علی الخصوص مذہبی کتب کی فراہمی کا اچھا انتظام کر لیا ہے، جن میں سے بعض اہم مطبوعات کی فہرست آپ علیحدہ منگا سکتے ہیں۔ علاوہ بریں ہماری وساطت سے ہر عربی کتاب مل سکیگی۔ نیز ہم نے اس امر کا خاص اہتمام کیا ہے کہ مصر و بیروت میں آئے دن جو اعلیٰ درجے کی پرانی قلمی کتابیں طبع ہو رہی ہیں، نیز جدید علوم کی جن مفید کتابوں کے تراجم شائع ہو رہے ہیں، انکی مکمل فہرستیں وقتاً فوقتاً شائقین تک پہنچاتے رہیں اور ان کی فرمائشیں پوری کرتے رہیں۔ ہماری وساطت سے تمام کتابیں آپ سے ارزاں مل سکینگی۔ والحمد للہ اوّلاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

نیازمند

مہتمم الھلال بک ایجنسی نمبر ۲۴ لاہور

شیرانوالہ دروازہ

مطبوعاتِ الہلال بک ایجنسی

بسلسلۂ تراجم

(۱) اُسوۂ حسنہ: ترجمہ ہدی الرسول اختصار زاد المعاد فی ہدی خیر العباد صلعم از ابن قیمؒ مترجمہ مولوی عبد الرزاق ملیح آبادی۔ سیرۃ نبویؐ پر بہترین کتاب ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد ۱۲؍ (جلد نہایت خوبصورت مکمل کپڑا)

(۲) العروۃ الوثقیٰ۔ ترجمہ الواسطہ بین الخلق والحق۔ از ابن تیمیہؒ قیمت ۱؍

(۳) اصحاب صفہ: ابن تیمیہؒ کی اسی نام کی کتاب کا اردو ترجمہ از مولوی عبد الرزاق ملیح آبادی۔ قیمت دس آنہ ۱۰؍

(۴) کتاب الوسیلہ: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب "التوسل والوسیلہ" کا اردو ترجمہ از مولوی عبد الرزاق ملیح آبادی۔ یہ کتاب محض لفظ "وسیلہ" کی بحث نہیں، بلکہ ایک مستند اور جامع کتاب ہے' اسلام کے اصل الاصول "توحید" کی پُرجوش دعوت ہے' شرک کے سر پر مہلک ضرب ہے' بدعت و جمود کے گلے پر چھری ہے۔ اہلِ حق کو اس سے تقویت ہوگی' اہل باطل کو شکست ہوگی' مبتدعین و اہلِ جمود منہ چھپاتے پھرینگے۔ اس کندن کے سامنے اُنکا کھوٹا سونا رواج نہ پائیگا' یہ ہیرا جس کانچ پر رکھا جائیگا ریزہ ریزہ کردیگا' جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ اکثر صوفیہ و علما آیہ: "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" سے پیر کی ضرورت کا استدلال کرتے ہیں' حضرت امام نے وسیلہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرکے اسکے صحیح مطالب کو واضح کرکے بدعت اور قبور پرستی کی بیخکنی کردی ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۲؍ مجلد ۱؍۴

ملنے کا پتہ

الہلال بک ایجنسی نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور